اکائی: 4 اصنافِ شاعری: (1) غنائی شاعری (2) تمثیلی شاعری

اکائی کے اجزاء

4.1.1 مقصد
4.1.2 تمہید
4.1.3 غنائی شاعری
4.1.4 غنائی شاعری کی تعریف
4.1.5 غنائی شاعری کی تقسیم
4.1.5.1 مذہبی غنائی شاعری
4.1.5.2 وطنی غنائی شاعری
4.1.5.3 سماجی غنائی شاعری
4.1.5.4 وجدانی غنائی شاعری
4.1.6 غنائی شاعری کی عمومی خصوصیات
4.1.7 غنائی شاعری کے چند نمونے
4.1.8 خلاصہ
4.1.9 نمونے کے امتحانی سوالات
4.1.10 فرہنگ
4.1.11 مطالعہ کے لیے معاون کتابیں

4.1.1 مقصد

اس اکائی کا فائدہ یہ ہے کہ اس کے مطالعہ سے طالب علم کو عربی زبان میں پائی جانے والی مختلف اصنافِ شاعری سے آ گاہی حاصل ہوگی اور وہ یہ جان لے گا کہ کس طرح عالمی ادب کے زیر اثر کچھ متعین اصنافِ شاعری سے آ گے بڑھ کر عربی زبان وادب نے اپنے یہاں بہت سی نئی شعری صنفوں اور فنون کو متعارف کرایا ہے اور اب ان اصناف میں بھی عالمی معیار کے قابل قدر شعری سرمایہ سے عربی زبان وادب کا دامن مالا مال ہے۔

4.1.2 تمہید

ہماری گفتگوئیں منظوم ہوں کہ منثور خواہ ان کا موضوع کچھ بھی ہو، وہ چار ضرورتوں کی تکمیل کے لیے ہوا کرتی ہیں: (۱) کسی چیز کا مطالبہ (۲) کسی چیز کے بارے میں استفسار (۳) کسی چیز کا حکم (۴) کسی چیز کی خبر۔ خسرو پرویز کے حوالے سے جو حکیمانہ اقوال طبری اور مسعودی جیسے عرب مورخین نے نقل کیے ہیں ان میں یہ بات بھی ہے کہ ''مذکورہ بالا چاروں بنیادی اغراض'' ایسی ہیں کہ اگر تم ان میں کسی پانچویں غرض کا اضافہ کرنا چاہو تو ناممکن ہے، اسی طرح اگر ان چاروں میں سے کسی کو کم کرنا چاہو تو بات نہیں بن پائے گی چناں چہ تیسری صدی ہجری کے مشہور لغوی عالم اور امامِ نحو ابوالعباس احمد بن یحیٰ ثعلب کہتے ہیں کہ:

قواعد الشعر أابعة: أمرو نهي و خبروا استخبار

یعنی شاعری اور شعر گوئی کی چار بنیادیں ہیں: ۱۔امر، ۲۔نہی، ۳۔خبر دینا، ۴۔خبر لینا

گویا انھی چار ضرورتوں کے پیش نظر شعر وجود پزیر ہوتے ہیں اور شعر وشاعری کی یہی چار بنیادی اغراض ہیں۔ ثعلب کے بہ قول پھر انھی اساسی قواعد سے درج ذیل اغراض وفنون برآمد ہوتے ہیں:

۱۔مدح، ۲۔ہجاء، ۳۔مراثی، ۴۔اعتذار، ۵۔تشبیب، ۶۔تشبیہ، ۷۔اقتصاصِ اخبار

مذکورہ سات فنون جو ثعلب نحوی نے شمار کیے ہیں وہ پوری عربی شاعری کے لیے ایک قدر مشترک کا درجہ رکھتے ہیں۔ البتہ الگ الگ زمانوں میں مختلف ذوق ومزاج اور معاشرتی وسماجی تقاضوں کے زیر اثر اس فہرست میں کمی وبیشی ہوتی رہی ہے۔ چناں چہ عصر جدید کے معروف ادیب وناقد احمد امین نے بڑے تیقن کے ساتھ لکھا ہے کہ:

> ''عربوں کے یہاں شعر کی تقسیم اسی طرح ہے: حماسہ، ادب اور رثاء وغیرہ۔ اور یہ رجحان عربی شاعری کے آغاز سے ابوتمام اور ان کے بعد تک کے ادباء اور اہل فن کے یہاں رائج رہا ہے، چناں چہ جدید عربی شاعری کے بنیاد گزار بارودی نے بھی اپنے ''مختارات'' میں اسی تقسیم کو ملحوظ رکھا ہے جسے ابوتمام نے اپنے دیوان الحماسہ میں قائم کیا تھا۔''

یوں تو مذکورہ فنون ہی قدیم سے عربی شاعری کا حصہ باور کیے جاتے رہے ہیں اور عربی شاعری ایک طرح سے محض غنائی شاعری تک محدود رہی ہے۔ تاہم تیرھویں صدی ہجری کے بعد سے جدید رجحانات نے عربی شاعری کے اندر فنی اور موضوعاتی انقلاب کو راہ دی اور سب سے پہلے عباسی عہد میں ہی تعلیمی شاعری کی داغ بیل پڑی اور پھر عربوں کے مغربی اقوام سے اختلاط کے نتیجے میں عالمی ادب کے زیر اثر عربی شاعری دو بالکل نئی اصنافِ سخن (تمثیلی وملحمی) سے متعارف ہوئی۔ اس طرح اب مضمون اور اسالیب بیان کے اعتبار سے عربی شاعری کے اندر بھی کل چار اصنافِ سخن موجود ہیں:

(۱) غنائی شاعری (۲) تمثیلی شاعری (۳) قصصی وملحمی شاعری (۴) تعلیمی شاعری

اس اکائی کے اندر ہم محض پہلی دواصناف پر گفتگو کریں گے اورآخری دواصناف کے لیےایک مستقل اکائی مختص کر کے تفصیل سے انھیں سمجھیں گے۔

قابل ذکر ہے کہ غنائی شاعری تہذیب وتمدن کے ترقی یافتہ ہونے کی دلیل ہے۔اس سے پتا چلتا ہے کہ اس قوم کے سامنے زندگی کی راہیں کس قدر رواداور کشادہ ہیں۔تمثیلی شاعری سے تہذیب کی توانائی کا اندازہ ہوتا ہے۔وہ بتاتی ہے کہ انسان اپنی انفرادی واجتماعی آزادی کی راہوں میں کس درجہ ترقی یافتہ ہے۔قصصی شاعری خالص سماجی شاعری ہے جس کے اندر سماجی زندگی کے جلوے نظر آتے ہیں۔اس سے سماج کی زندگی اور بیداری کا ثبوت ملتا ہے۔یہ صنفِ سخن حیاتِ اقوام کے آغاز اور ایام طفولیت کی پیداوار ہوتی ہے۔جب کہ تعلیمی شاعری سے معلوم ہوتا ہے کہ قومیں اور افراد علم ودانش اور معرفت وآگہی کے حوالے سے کتنے بیدار ہیں۔

4.1.3 غنائی شاعری

اسے ذاتی، وجدانی اور طربیہ شاعری کے ناموں سے بھی جانتے ہیں۔کہتے ہیں کہ یہ شاعری کی وہ قدیم ترین صنف ہے جس سے انسان شاید سب سے پہلے متعارف ہوا۔پھر جس طرح پوری نوع انسانی کے حوالے سے اسے اولین صنفِ سخن ہونے کا شرف حاصل ہے،عربوں کے یہاں بھی اس کا یہ امتیاز بہ دستور جاری وساری ہے بلکہ عربی شاعری کے رمز شناس اور واقف کار تو کہتے ہیں کہ قدیم عربی شاعری کا پورا ذخیرہ اسی فن شاعری کا نمائندہ اور ترجمان ہے۔دوسری اصناف شاعری مثلاً ملحمی وتمثیلی یا تو سرے سے قدیم عربی شاعری میں پائی ہی نہیں جاتی ہیں اور اگر ہیں بھی تو برائے نام اور خال خال۔اس لیے غنائی شاعری کو عربی شاعری کے اندر نہایت اعلی وارفع مقام حاصل ہے۔

4.1.4 غنائی شاعری کی تعریف

غنائی، وجدانی اور طربیہ شاعری وہ صنف شاعری ہے جس کے اندر شاعر اپنے جذبات واحساسات اور وارداتِ قلبی کو ایسے الفاظ اور اسلوب میں بیان کرتا ہے جس کے اندر ایک طرف خود اس کے اندرون کا سوز وگداز اور جذبات کی گرمی وتپش پائی جاتی ہے تو دوسری طرف وہ اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ مخاطب کے سامنے اس کے یہ مشاہداتِ قلبی اس انداز سے سامنے آئیں کہ اس میں اور مخاطب میں ایک جذباتی ہم آہنگی پیدا ہوجائے۔شاعر دوسروں کے غم اور خوشی کو اپنا غم اور خوشی، اپنے غم کو غمِ کائنات اور اپنی مسرت کو مسرتِ لازوال سمجھتا ہے۔اس طرح غم اور خوشی پر مبنی جذبات کو اشعار کی صورت میں مخاطبین کے سامنے پیش کر کے گویا وہ اپنے اسی آفاقی نظریہ کی ترجمانی کرتا ہے۔اسے غنائی اس لیے کہتے ہیں کہ شعراء اس کے اشعار کو آلاتِ موسیقی کی دھنوں پر گاتے اور گنگناتے ہیں۔بایں معنی عربی شاعری کا بیشتر حصہ غنائی ہے۔

4.1.5 غنائی شاعری کی تقسیم

غنائی شاعری بالعموم قلبی کیفیات، ذاتی احساسات اور وجدانی جذبات کی ترجمان ہوتی ہے۔البتہ ان شعری اغراض سے ماوراء جن موضوعات کو یہاں زیادہ برتا جاتا ہے اور جن سے اس صنفِ سخن کو زیادہ سروکار ہے ان کے لحاظ سے اسے درج ذیل خانوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

1- مذہبی شاعری 2- وطنی شاعری 3- سماجی شاعری 4- وجدانی شاعری

4.1.5.1 مذہبی غنائی شاعری

آغازِ اسلام سے اب تک بہت سے مذہبی موضوعات ایسے رہے ہیں جنھیں عربی غنائی شاعری نے اپنے یہاں جگہ دی ہے مثلاً فسادِ عقیدہ، انتشار واختلاف، فرقہ بندی، مغرب کی فکری یلغار، اسلامی تعلیمات کی نامناسب ترجمانی اور اہل اسلام کے اندر اپنے دین و مذہب کے حوالے سے بدگمانی وغیرہ کوفروغ دینے کے برخلاف عرب شعراء نے جو دادِ سخن دی ہے، وہ سب اسی قسم میں داخل ہیں۔ چناں چہ اسلام، محاسنِ اسلام اور اہل اسلام کے دفاع میں، ذاتِ رسالت مآب کے دفاع میں اور ان کی مدح وتوصیف میں کی جانے والی شاعری دینی و مذہبی غنائی شاعری کہی جائے گی۔ اسی طرح مختلف مذہبی مواقع اور مناسبتوں کے حوالے سے کی جانے والی شاعری مثلاً رمضان وعید اور حج وغیرہ کے متعلق جو شعر وسخن پایا جاتا ہے سب اسی ذیل میں ہے یہاں تک کہ برائیوں، خرابیوں اور بداخلاقیوں کی مذمت میں کی جانے والی شاعری اور خوش اخلاقی وبلند کرداری کے فضائل میں کہا جانے والا کلام اسی قسم میں داخل ہے۔

4.1.5.2 وطنی غنائی شاعری

عالم اسلام پر بالعموم اور عالمِ عربی پر بالخصوص استعماری طاقتوں کی جو یلغار رہی ہے، اس کے دفاع اور مقابلے کے حوالے سے عرب شعراء نے جس طرح کی شاعری پیش کی ہے وہ وطنی شاعری کہلاتی ہے۔ موجودہ دور میں عربوں نے ارضِ فلسطین پر ہونے والی جارحیت اور استعماری استبداد کا جو ننگا ناچ دیکھا ہے وہ بالخصوص عہد جدید کے بہت سے عرب شعراء کا موضوع سخن رہا ہے جس میں انھوں نے دشمنوں کے خلاف عربوں کو للکارا ہے، ان میں جوشِ جہاد اور جذبۂ شہادت کو ابھارا ہے۔ اور دشمنوں کے مقابلے میں انھیں متحد ہونے کی دعوت دی ہے۔

4.1.5.3 سماجی غنائی شاعری:

عرب معاشرے میں ماضی قریب کے اندر بہت سے سماجی مسائل زیر بحث آئے ہیں اور بڑے بڑے نام ور ادبا اور سخن وروں نے انھیں اپنا موضوع بنایا ہے مثلاً مساواتِ مرد وزن کا مسئلہ، عورتوں کی آزادی کا مسئلہ، سماجی نابرابری کا مسئلہ، دولت کی غیر منصفانہ تقسیم کا مسئلہ، فقر وفاقہ اور غربت و افلاس کا مسئلہ، جہل وناخواندگی کا مسئلہ اور نوجوانوں کی بے راہ روی کے مسائل وغیرہ۔ ان مسائل سے سروکار رکھنے والی غنائی شاعری کو سماجی غنائی شاعری کہتے ہیں۔

4.1.5.4 وجدانی غنائی شاعری

یہ غنائی شاعری کی وہ قسم ہے جس میں شاعر حسن وعشق کو موضوع بناتا ہے اور اپنے معاشقے کا تذکرہ کرتا ہے۔ محبوب کے ساتھ والہانہ وارفتگی، شوقِ وصال وخوفِ فراق کے دل گداز لمحات کی منظر کشی اور محبوب کی صحبتوں میں بیتے ہوئے دنوں کی خوش گوار یادوں کا دل نشیں تذکرہ اس صنفِ شاعری کا جوہر ہے۔ اوپر بتایا جا چکا ہے کہ قدیم عربی شاعری کا بیشتر ذخیرہ اس صنف سخن کا بہترین مرقع ہے۔ لیکن جدید عربی شاعری بھی اس رنگ وآہنگ سے مالا مال ہے چناں چہ مدرسۃ الإحیاء کے نمائندہ شعراء، شعرائے محدثین اور بالخصوص رومانسی شعراء نے اس رنگِ شاعری کی بہترین ترجمانی کی ہے اور معیاری کلام پیش کیا ہے۔

4.1.6 غنائی شاعری کی عمومی خصوصیات

-1 یہ وارداتِ قلبی کی ترجمان شاعری ہے۔

-2 اس میں غنائیت، موسیقیت اور نغمگی کے عناصر نمایاں طور پر محسوس کیے جا سکتے ہیں۔

-3 غنائی قصائد طویل نہیں بلکہ مختصر ہوا کرتے ہیں اور کم اشعار پر مشتمل ہوتے ہیں تاہم وہ مکمل قصیدے کا نمونہ ہوتے ہیں۔

-4 غنائی شاعری کے اندر مخصوص اوزان اور بحور کی بہ دولت ایک جادوئی تاثیر پائی جاتی ہے۔

-5 اس صنفِ شاعری کے اندر بے باکی و بے تکلفی بہت ابھری ہوئی شکل میں موجود ہوتی ہے، غموض اور تہ داری سے حتی المقدور اجتناب کیا جاتا ہے۔

-6 یہ صنفِ سخن اشارات و تلمیحات کا پیکر ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ اوصاف تمام اصنافِ شاعری میں مستحسن قرار پاتے ہیں تاہم نغمگی اور موسیقیت، سروں اور دھنوں نیز وجدانی کیفیات کی چوں کہ یہاں فراوانی ہوتی ہے اس لیے اشارات و تلمیحات کو یہاں زیادہ موزوں و بہتر انداز میں برتا جا سکتا ہے۔

-7 غنائی شاعری کے موضوعات بالعموم مدح و غزل اور رثاء ہوا کرتے ہیں۔

-8 اس شاعری میں متنوع بحروں اور متعدد قافیوں کو اپنانے کی پوری آزادی اور گنجایش پائی جاتی ہے۔

-9 یہ صنفِ شاعری رزمیہ اور مکالماتی شاعری سے بالکل الگ اور مختلف ہوتی ہے۔

4.1.7 غنائی شاعری کے چند نمونے

-1 مذہبی غنائی شاعری کے نمونے:

شامی شاعر عمر بہاء الدین الأمیری کہتے ہیں:

-1 قالوا العروبة قلنا إنّها رَحِمٌ ومَوطِنٌ و مروءات و وجدانُ

-2 أما العقيدة والهَدْي المنير لنا دربَ الحياة فإسْلَامٌ و قرآنُ

-3 وشرعة قد تآخَتْ في سَمَاحَتِهَا وَعَدُ لها الفَذّ أجناسٌ وألوانُ

ترجمہ: -1 ان لوگوں نے عرب قومیت کا نعرہ لگایا ہم نے جواب دیا کہ یہ تو ایک گونہ رحمی رشتہ ہے، ہم وطنی ہے، بھائی بندی ہے اور دل بستگی ہے۔

-2 لیکن جہاں تک عقیدہ و عمل اور اس رہ نمائی کا تعلق ہے جس نے ہمارے لیے شاہ راہ حیات کو تابندہ کیا ہے، تو وہ تو بس اسلام اور قرآن ہے۔

-3 اور وہ نظام زندگی ہے جس کی زبردست کشادگی اور مثالی عدل گستری نے مختلف رنگ و نسل کے لوگوں کو ایک جان دو قالب کر دیا ہے اور باہم حقیقی بھائی بنا دیا ہے۔

-2 وطنی غنائی شاعری کے نمونے:

مشہور عراقی شاعر معروف رُصافی نے استعماریت کے خلاف آواز بلند کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

-1 يا قومُ إن العِدا قدهاجموا الوطنا فانضوا الصوارمَ واحموا الأهلَ والسكنا

-2 واستنفروا لِعدوّاللّٰه كل فتًى ممّن نأى في أقاصي أرضكم ودنا

-3 واستنهضوا من بني الإسلام قاطبة من يسكن البدوَ والأريافَ والمدنا

-4 واستقتلوا في سبيل الذود عن وطن به تقيمون دين اللّٰه والسننا

ترجمہ: 1- لوگو! دشمنوں نے وطن پر یلغار کر دی ہے تم بھی اپنی تلواروں کو بے نیام کرو اور اپنے گھر بار کا دفاع کرو۔

-2 ملک کے دور و نزدیک ایک ایک گوشے سے اللہ کے دشمنوں سے لڑنے کے لیے نوجوانوں کو للکارو۔

-3 اور تمام مسلمانوں کو خواہ وہ دیہاتی ہوں کہ شہری متحد ہو کر لڑنے کی دعوت دو۔

-4 اور اس وطن کے دفاع کے لیے جہاں تم اللہ کے دین کی بجا آوری کرتے ہو اور سنتوں پر عمل پیرا ہوتے ہو، جان کی بازی لگا دو۔

مشہور زمانہ شاعر شوقی نے کہا ہے کہ:

-1 ولِلأوطان في دم كل حرّ يدٌ سلفت ودَينٌ مستحقّ

-2 ومن يسقى ويشرب بالمنايا إذا الأحرارُ لم يُسقَوْ ويَسُقُوا

-3 ففي القتلىٰ لأجيالٍ حياةٌ وفي الأسرىٰ فِدىً لهم وعتقُ

ترجمہ: 1- ہر مردِ حرّ کے خون میں وطن کے حوالے سے ایک احسان ہے اور ایک قرض ہے۔

-2 جنھیں سیراب کیا جاتا ہے تو گویا وہ موت کے گھونٹ اتار رہے ہوتے ہیں کیوں کہ بہادر اور جیالے لوگ پیتے نہیں پلاتے ہیں۔

-3 شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے۔ اور قوم کے جو لوگ قید و بند کی صعوبتیں جھیل رہے ہوتے ہیں گویا وہ پوری قوم کی آزادی و خودمختاری کا فدیہ چکا رہے ہوتے ہیں۔

-3 سماجی غنائی شاعری کے نمونے:

آزادیٔ نسواں کی تحریکوں کے پس منظر میں شوقی کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں:

هذا رسول اللّٰه لم ينقص حقوق المؤمنات

العلمُ كان شريعة لنســـــائه المــتـفـقّـهـات

رُضن التجارة والسّيا سة والشئون الأخريات

و حضارة الإسلام تن طقُ عن مكان المسلمات

ترجمہ: یہ کوئی اور نہیں حضور رسالت مآب ﷺ ہیں۔ انھوں نے مسلمان عورتوں کی کوئی حق تلفی نہیں کی ہے۔ چناں چہ علم و دانش کے دروازے ان عورتوں کے لیے بھی کھلے ہوئے ہیں اور شریعت محمدی نے بہت سی عورتوں کو فقیہ کے درجہ تک پہنچایا ہے۔ ان عورتوں نے زندگی کے کون سے شعبے ہیں جنھیں اپنی سرگرمیوں کی جولان گاہ نہیں بنایا، انھوں نے تجارت اور سوداگری کی، سیاست اور جہاں بانی کو آزمایا اور نہ جانے کیا کیا کیا اس لیے یاد رکھو اسلامی تہذیب و تمدن مسلمان عورتوں کو عزت کے مقامِ بلند تک پہنچاتا ہے۔ اور ان کے احترام کی بات کرتا ہے۔

اسی طرح سماج کی معاشی ناہمواریوں کو موضوع بناتے ہوئے حافظ ابراہیم ناداروں کی طرف لوگوں کو یوں متوجہ کرتے ہیں۔

أيّها المصلحون ضاق بنا العيش   ولم تحسنوا عليه القياما
عزّت السلعة الذليلة حتى   بات مسح الحذاء خطبا جساما
وغدا القوت في يد الناس كاليا   قوت حتى نوى الفقير الصياما
ويخال الرغيف في العيد بدراً   ويظنّ اللحوم لحما حراما

ترجمہ: اے اصلاح کے علم بردارو! ہماری زندگی تنگ ہو کر رہ گئی ہے اور تم ہو کہ تمھیں اس کی بہتری کی کوئی پرواہ نہیں۔ دیکھو تو سہی استعمال کی عام اور معمولی چیزیں، روزمرہ کی ضروریات اس قدر گراں قیمت اور دشوار ہو گئی ہیں کہ جوتوں کی پالش ایک اہم پیشہ قرار پایا ہے۔ ایک وقت کی روٹی عام لوگوں کے لیے گویا یاقوت کا دانہ ہو گیا ہے کہ ناداروں اور غریبوں نے روزہ رکھنے میں ہی عافیت جانی۔ ان بے چاروں کے لیے روٹی گویا عید کا چاند ہو گیا اور گوشت تو ان کی نظروں میں حرام ہی ٹھہرا۔

اسی طرح مغربی شاعر احمد سیکرج جہل و ناخواندگی کو موضوع بناتے ہوئے گویا ہیں:

ألَا زاحموا أهل العلا بالمناكب   ولا تقعدوا من بعد نيل المراتب
رِدوا من ينا بيع العلوم مواردا   بها ينجلى الجهل الكثير المعاطب
فكل بلاء أصله الجهل في الورى   وما الجهل إلّا مرتع للمعايب

ترجمہ: آؤ اور بڑے لوگوں کی ہم سری کرو، ان کے کاندھے سے کاندھا ملاؤ اور پھر مرتبوں اور منصبوں پر پہنچ کر بیٹھ نہ جاؤ۔ تم علم و دانش کے ایسے چشمے تلاش کرو جن سے جہالت کے بے شمار پردے چاک ہوتے ہیں اور روشنی حاصل ہوتی ہے کیوں کہ ہر طرح کی مصیبتوں کی اصل جڑ قوموں کے اندر موجود یہی جہالت اور ناخواندگی ہے بس یوں سمجھو کہ یہ جہل و ناخواندگی ہزاروں عیبوں کی پرورش کرتی ہے۔

4- وجدانی شاعری کے نمونے:

یوں نے قدیم عربی شاعری تقریباً اسی صنف سخن کے نمونوں سے بھری پڑی ہے تاہم جدید دور کے شعراء نے بھی اپنے عہد کے مختلف النوع ا تجانات کے باوجود اس خاص رجحان کی پوری پاس داری کی ہے چناں چہ شاعر جزیرہ محمد بن عثیمین کہتے ہیں:

وقفت على دار لَمِيّةَ غيّرت   مَعَالمها هوج الرياح النواسف
فأسبلت العينان دمعا كأنه   جمان وهى من سلكه مترادف
أسائلها عن فرط مابي وإنّني   بعجمة أحجار الدّيار لعارف

ترجمہ: میں دیارِ محبوب پہ کھڑا ہوں، آہ کیا کہوں کہ تیز و تند ہواؤں کے جھکڑ نے اس کی ایک ایک نشانی کو مٹا دیا، آنکھیں بے قابو ہو گئیں اور آنسوؤں کی ایسی جھڑی لگی کہ گویا موتیوں کا ہار ٹوٹ گیا ہو اور یکے بعد دیگرے ہر موتی ٹپکا پڑ رہا ہو۔ میں اپنی اس بے تابی کے بارے میں دیارِ محبوب کے کھنڈرات سے استفسار کر رہا ہوں مگر مجھے معلوم ہے کہ گھروں کے پتھر قوتِ گویائی سے محروم ہوتے ہیں۔

اسی طرح بارودی کے درج ذیل اشعار ملاحظہ ہوں:

غلب الوجدُ عليه فبكى   وتولّى الصبر عنه فشكا
وتمنّى نظرة يشفى بها   علة الشوق فكانت مهلكا
يالها من نظرة ماقاربت   مهبط الحكمة حتى انهتكا

ترجمہ: وہ جذبات سے بے قابو ہوگیا اور رو پڑا، صبر و شکیبائی کا دامن اس کے ہاتھوں میں باقی نہ رہ سکا اور وہ گلہ مند ہوگیا۔ اس نے اس کی ایک نگاہ کی آرزو کی کہ شاید اس سے اس کے بے تاب دل کو ذرا تسکین ملے اور عشق کی تپشِ سوزاں سے کچھ راحت ملے، مگر وہ نظر تو مزید ہلاکت کا سامان ثابت ہوئی۔ ہائے رے وہ نگاہ جس نے دل کو چیر کر رکھ دیا اور تیرِ نظر دل کے پار ہوگیا۔

4.1.8 خلاصہ

غنائی شاعری عربی کے قدیم ترین صنفِ سخن ہے۔ ناقدینِ فن کے بقول عربی کا قدیم شعری ذخیرہ تقریباً اسی صنفِ سخن کا آئینہ دار ہے البتہ جدید عربی عہد میں جہاں بہت سی نئی اصنافِ سخن نے عربی شاعری کو اپنے وجود سے متعارف اور مالا مال کیا ہے وہیں اس قدیم ترین شعری صنف میں بھی تنوع آیا ہے اور اسی لب ولہجہ میں نئے مضامین کو سمو کر غنائی شاعری کے موضوعات اور مضامین کو دو چند کیا گیا ہے۔ چناں چہ خالص وجدانی شعر وسخن کے ساتھ جو اس صنف کا قدیم سے موضوع رہا ہے، دینی، سماجی اور وطنی موضوعات بھی اب اس صنفِ شاعری کا حصہ ہیں۔

4.1.9 نمونے کے امتحانی سوالات

1- غنائی شاعری کی تعریف اور عربی زبان میں اس کی اہمیت پر روشنی ڈالیے۔

2- غنائی شاعری کی کتنی قسمیں ہیں الگ الگ تفصیل سے لکھیے۔

3- غنائی شاعری کی اہم خصوصیات پر روشنی ڈالیے۔

4.1.10 فرہنگ

الفاظ	معانی
استفسار	پوچھنا، سوال کرنا
وصال	ملاقات
فراق	جدائی
مراثی	مرثیہ کی جمع
قواعد	قاعدہ کی جمع

4.1.11 مطالعہ کے لیے معاون کتابیں

1- النقد الأدبي — أحمد امين

2- فنون الأدب — الدكتور محمد حسين عبدالله

اکائی: 4 اصنافِ شاعری (4.2: تمثیلی شاعری)

اکائی کے اجزاء

4.2.1 تمثیلی شاعری

4.2.2 تمثیلی شاعری کی تعریف

4.2.3 تمثیلی شاعری کی تقسیم

4.2.3.1 ٹریجڈی تمثیلی شاعری

4.2.3.2 کومیڈی تمثیلی شاعری

4.2.4 تمثیلی شاعری کے عناصر

4.2.5 تمثیلی شاعری کی عام خصوصیات

4.2.6 تمثیلی شاعری کے چند نمونے

4.2.7 خلاصہ

4.2.8 نمونے کے امتحانی سوالات

4.2.9 فرہنگ

4.2.10 مطالعہ کے لیے معاون کتابیں

4.2.1 تمثیلی شاعری

اسے مکالماتی ،مسرحی اورڈرامائی شاعری بھی کہتے ہیں۔ یہ خالص موضوعاتی شاعری ہے،اسے تمثیلی شاعری اس لیے کہتے ہیں کیوں کہ اسے اسٹیج پراداکاری کے ذریعہ پیش کیا جاتا ہے۔اس شاعری کا اصل جوہر یہ ہے کہ اگرچہ شاعرنے اسے بہ غرض تمثیل نظم نہ کیا ہوتا ہم وہ ایک صالح مثال اورعمدہ کردار کےطور پر پیش کیے جانے کے لائق ہو۔یہ صنف شاعری اصلاً یونان میں پروان چڑھی اور وہیں سے یوروپی ومغربی ممالک میں پھیلتے ہوئے عالم عرب میں پہنچی ہے۔جدیددور کے نام ورعربی شاعراحمدشوقی کو پہلاعربی تمثیلی شاعر باور کیا جاتا ہے۔

4.2.2 تمثیلی شاعری کی تعریف

وہ صنفِ شاعری جو پڑھنے یانغمہ خوانی کے بہ جائے اس لیےنظم کی جاتی ہے کہ اسے اسٹیج پر پلے کیا جاسکے تمثیلی شاعری کہلاتی ہے۔تمثیلی شاعری میں شاعرحقیقی یا خیالی کسی واقعہ کوزیادہ واضح اورنمایاں انداز میں پیش کرنے اورزیادہ حقیقت کے رنگ میں دکھانے کی خاطر اسے مکالماتی انداز میں مخاطب کے سامنے لاتا ہے۔یہ مکالماتی شاعری انسانی زندگی کے کسی بھی رخ کی عکاسی کرسکتی ہے۔ملکوں اورقوموں کا عروج،ان کے زوال کی پستیاں،فکروخیال کی بلندیاں اورسیاسی ،سماجی ومذہبی اتھل پتھل اورنشیب وفرازغرض تمام ہی قسم کے انسانی کرداراس مکالماتی شاعری کے ذریعہ ہمارے سامنے اسٹیج کیے جاتے ہیں،اس طرح اس مکالماتی شاعری کے اندرمختلف قسم کے کرداروں کے ذریعہ مختلف قسم کے ذاتی اورغیر ذاتی واقعات کومنظوم انداز میں ہمارے سامنے لایا جاتا ہے۔

4.2.3 تمثیلی شاعری کی تقسیم

تمثیلی یا مکالماتی شاعری کوموضوع اورمضمون کے اعتبار سے دوحصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

1- ٹریجڈی تمثیلی شاعری(شعرالمأساة)　　2- کومیڈی تمثیلی شاعری(شعرالملهاة)

4.2.3.1 ٹریجڈی شاعری(شعرالمأساة)

ٹریجڈی مکالماتی شاعری کاموضوع کوئی حددرجہ الم ناک واقعہ ہوتا ہے۔اس کاشعری اسلوب،اس میں موجودکرداروں کے سماجی مقام ومرتبہ کے مطابق بلندوبالا ہوتا ہے۔اس کے کردار بالعموم بلندمقام ومرتبہ کے حامل ہوتے ہیں۔اس میں موضوع اورمضمون کاانتخاب شاعرتاریخی واقعات اورافسانوں سے کرتا ہے۔ٹریجڈی شعری ڈرامے کےاندرکردار بہرصورت برےانجام یاموت سے دوچار ہوا کرتا ہے یاپھروہ کسی اندوہ ناک واقعہ پرمنتج ہوتا ہے۔

4.2.3.2 کومیڈی شاعری(شعرالملهاة)

کومیڈی شعری ڈرامے کاموضوع بالعموم سماجی برائیوں اورمعاشرتی خرابیوں کی مذمت اورگرے ہوے پست اخلاق وعادات کااستہزاء ہوا کرتا ہے۔اس شعری صنف کااسلوب عوامی سطح کا،آسان اورسادہ ہوتا ہے۔اس کے کردار کاتعلق بھی سماج کی عام سطح سے ہوتا ہےاوراس کے واقعات بھی عام سماجی زندگی کے ترجمان ہوا کرتے ہیں۔کومیڈی شاعری کامضمون شاعر پبلک لائف سے اخذ کرتا ہے۔اس شعری ڈرامے کاانجام خوش نما ہوتا

ہےاور کردار خوش انجامی سے ہم کنار ہوا کرتا ہے۔

4.2.4 تمثیلی شاعری کے عناصر

ارسطو کے نزدیک کسی بھی ڈرامے کے اندر درج ذیل چھ اجزاء ترکیبی کا ہونا ناگزیر ہے:

1- قصہ، 2- کردار، 3- مکالمہ، 4- خیال، 5- آرائش، 6- سنگیت

ممکن ہے نثری ڈراموں میں موسیقی اور سنگیت کا عنصر لازمی نہ ہو اور محض درمیان میں تبدیلیٔ ذائقہ یا لطف و لذت کے لیے اس عنصر کو شامل کیا جاتا ہو لیکن تمثیلی شاعری میں تو موسیقی اور سنگیت کا یہ عنصر بہ ہر حال مستقل اور متواتر انداز میں شامل رہتا ہے۔ اس کے علاوہ حوار، صراع اور حرکت وہ تین بنیادی عناصر ہیں جو تمثیلی یا مکالماتی شاعری کے لیے ناگزیر ہیں، چناں چہ اسی وجہ سے بعض لوگ اس شاعری کو متحرک شاعری کا نام دیتے ہیں کیوں کہ اس میں اداکاری اور حرکت کے ساتھ شاعری سامنے آتی ہے۔

ڈرامے کی کام یابی کے لیے جس طرح پلاٹ، کردار، مکالموں اور نقطۂ نظر کا ہونا ضروری ہے اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے اندر واقعات کی کڑیاں اس طرح ملائی جائیں کہ بہ تدریج نقطۂ عروج تک پہنچا جا سکے اور ناظرین کی توجہ ایک نکتے یا خیال پر مرکوز ہو جائے۔ اس کے بعد ڈرامہ انجام کی طرف بڑھتا ہے۔ واقعات سے جو نتیجہ برآمد ہوتا ہے، اسے انجام کے ذریعہ پیش کر دیا جاتا ہے۔ حق و باطل یا خیر و شر کی کش مکش کے علاوہ بنیادی انسانی اقدار اور سماجی، قومی و سیاسی مسائل کو بھی ڈراموں میں پیش کیا جاتا ہے۔

قصے اور مکالمے میں قدر مشترک یہ ہے کہ قصہ کی طرح تمثیل اور مکالمے میں بھی حادثہ، شخصیت اور فکر کارفرما ہوتی ہے۔ ہر تمثیلی یا مسرحیہ کسی نہ کسی قصہ پر مشتمل ہوتا ہے، البتہ یہ قصہ بیانِ محض نہیں ہوا کرتا بلکہ اداکاری کے ساتھ ہوتا ہے۔ اسی طرح موضوع کی یکسانیت کے بہ جائے مسرحیہ میں اداکاری کی یکسانیت پائی جاتی ہے۔

4.2.5 تمثیلی شاعری کی عام خصوصیات

تمثیلی اور مکالماتی شاعری کی خوبیوں کو ذیل میں مختصراً لکھا جاتا ہے۔

1- تمثیلی شاعری ایک آفاقی صنفِ سخن ہے اور عالمی ادب کا حصہ رہی ہے۔

2- آغاز میں تمثیلی شاعری پر مذہبی رنگ غالب تھا لیکن رفتہ رفتہ یہ مذہب سے آزاد ہو کر عام تہذیبی اور سماجی اقدار کی آئینہ دار ہو گئی۔

3- تمثیلی شاعری کے اندر بسا اوقات منظوم و منثور دونوں کلام بیک وقت ساتھ ساتھ پائے جاتے ہیں البتہ اس کا اہم اور بنیادی حصہ شاعری پر ہی مشتمل ہوتا ہے۔ نثری حصہ ایک تو ذیلی ہوتا ہے دوسرے وہ نثر، شعری نثر کا نمونہ ہوتی ہے یعنی بہ ظاہر بحر و وزن سے عاری مگر مسجع ومقفی نثر ہوتی ہے۔

4- مکالماتی یا تمثیلی شاعری میں کسی تاریخی واقعے یا انسانی زندگی سے وابستہ کسی خیالی واقعے کو پیش کیا جاتا ہے اور مکالمات کے ساتھ حادثے کے مختلف مراحل کو اداکاری کے ذریعہ بھی اجاگر کیا جاتا ہے۔

5- اس صنفِ شاعری کے اندر شاعر کی اپنی ذات اور شخصیت مکمل طور پر اوجھل اور پردۂ خفا میں ہوتی ہے، چناں چہ وہ اپنے جذبات و خیالات کو بالکل سامنے نہیں لاتا بلکہ تاریخی شخصیات اور خیالی کرداروں کو پورا موقع دیتا ہے کہ وہ اپنے احساسات و جذبات کی پوری عکاسی کریں۔

6- تمثیلی شاعری کا کمال یہ ہے کہ شاعر اپنے افکار و خیالات اور ذوق و احساس کو بالکل الگ رکھے اور انھیں درمیان میں در نہ آنے دے تا کہ

کرداروں کے اندرون اور مافی الضمیر تک بلا تکلف رسائی ہو سکے اور وہ اپنے سماجی مقام و مرتبہ اور فکری سطح کے مطابق اپنی فطری زبان و بیان میں گفتگو کر سکیں۔

-7 چوں کہ تمثیلی شاعری میں حیات و کائنات اور سماج و معاشرے کی منظر کشی اور کردار نمائی ہوتی ہے۔اس لیے ضروری ہے کہ متنوع اور موزوں اسالیب نیز متعدد صوتی آہنگ رکھنے والے الفاظ کا انتخاب کر کے شعری ترکیبوں کو مؤثر بنایا جائے۔اس طرح حرف و صوت کا زیر و بم، کرداروں کا حسن انتخاب اور شادی وغم کے موضوعات کا حسین امتزاج اس صنفِ سخن کا امتیازی وصف ہے۔

-8 اس طرح کے منظوم کلام کی اصل غرض وغایت ڈرامہ نگاری اور اداکاری ہوتی ہے نہ کہ قراءت وخواندگی۔لہٰذا یہ ایک گونہ متحرک شاعری ہے۔

-9 اس شاعری کا اصل انحصار مکالمے پر ہوتا ہے اور اس مکالمے کے ذریعہ واقعات، شخصیات اور کرداروں کی چلتی پھرتی تصویر نگاہوں میں گھوم جاتی ہے۔

4.2.6 تمثیلی شاعری کے چند نمونے

اب ذیل میں بہ طور نمونہ احمد شوقی کے معروف شعری ڈرامے ''مجنون لیلی'' سے کچھ بند پیش کیے جاتے ہیں۔شوقی کے اس کلام کو عربی زبان کی اولین ٹریجڈی تمثیلی شاعری تسلیم کیا جاتا ہے۔اس منظوم کلام کا بنیادی مسالا شوقی نے ابوالفرج اصفہانی کی کتاب ''الأغاني'' سے اخذ کیا ہے اور مشہور عاشق شاعر قیس بن الملوّح کے حالات وواقعات کو موضوع بنایا ہے:

قيس: لَيْلَايَ ليل القلبِ

ليلى: قيسُ، مالي — دَارتُ بي الأرضُ وساءَ حالي

قيس: فداكِ ليلى مهجتي ومالي — من السقام ومن الهزال

تعالي اشكي النّوى تعالي — ألقي ذراعيكِ على خيال

(تصاحفه بشوق)

ليلى: أحقّ حبيب القلبِ أنت بجانبي — أحلمٌ سرى أم نحن منتبهان

أبعد تراب المهد من أرض عامر — بأرض ثقيف نحن مغتربان

قيس: حنانيك ليلى مالخلّ وخلّه — من الأرض إلّا حيث يجتمعان

فكل بلاد قرّبت منك منزلي — وكل مكان أنت فيه مكاني

ليلى: فمالي أرى خدّيك بالدمع بُلّلَا — أمن فرحٍ عيناك تبتد ران

قيس: فداء ك ليلى الروح من شرّحادث — رماكِ بهذا السقم والذوبان

ليلى: تراني إذًا مهزولة قيسُ؟ حبّذا — هزالي ومن كان الهزال كساني

قيس: هوا الفكرليلى، فيمن الفكر؟

ليلى: في الذى تجنبي

قيس: كفاني مالقيت كفاني

ليلى: أدركت أن السهم يا قيسُ واحد	وأنّا كلينا للهوى هدفان
كلانا قيسُ مذبوحٌ	قتيل الأب والأم
طعينان بسكين	من العادة والوهم
لقد زوّجت ممن لم	يكن ذوقي ولا طعمي
ومن يكبر عن سني	ومن يصغرعن علمي
غريب لا من الحيّ	ولا من ولد العمّ
ولا ثروته تربي	على مال أبي الجمّ

ترجمہ: قیس: میری لیلیٰ، میرے دل کی لیلیٰ

لیلیٰ: اے قیس! مجھے کیا ہوگیا؟ میرے لیے زمین تنگ ہوگئی، میں گردش زمانہ کی شکار بن گئی اور میری حالت دگرگوں ہوگئی۔

قیس: لیلی میں جان و دل سے اور روپے و پیسے سے تمہیں اس بیماری اور بدحالی سے بچانے کے لیے خود کو قربان کرنے کے لیے تیار ہوں۔ آ جاؤ میرے پاس آ ؤ، مجھ سے اپنی دوری اور مجبوری کی روداد سناؤ۔ آ ؤ گلے سے لگ جاؤ، بغل گیر ہو جاؤ پسِ پردہ۔

(لیلی اس سے والہانہ انداز میں مصافحہ کرتی ہے)

لیلی: اے میرے دل دار کیا واقعی تم میرے پاس ہو اور میرے پہلو میں ہو؟ آ یا یہ کوئی خواب ہے یا ہم ابھی ابھی نیند سے اٹھے ہیں اور اس کے زیر اثر ہیں؟

کیا بنو ثقیف کے خانوادۂ عامر میں بچپن کے دن ایک ساتھ گزارنے کے بعد ہم ایک دوسرے سے بچھڑ گئے تھے اور ایک دوسرے کے لیے اجنبی ہو گئے تھے۔

قیس: لیلی بہت بہت نوازش! کسی ہم دم دیرینہ کو اپنے ہم دم دیرینہ کے لیے اصل جگہ وہی ہے جہاں دونوں کی یک جائی ہو اور جہاں وہ ایک دوسرے سے ملاقات کر سکیں۔

چناں چہ ملک کوئی بھی ہو اگر وہ مجھے تیرا قرب فراہم کردے یا مجھے تیرا ہم سایہ بنادے تو میرا گھر وہی ہے اور ہر وہ جگہ جہاں تیری بود و باش ہو، میرا وطن وہی ہے۔

لیلی: تمہارے رخسار آخر آنسوؤں سے تر کیوں ہیں؟ کیا تمہاری آنکھوں سے خوشی کے موتی چھلک رہے ہیں۔

قیس: لیلی کاش میری جان کے بدلے تجھے اس تکلیف سے نجات مل جائے جس نے تجھے اس بیماری و ناتوانی سے دوچار کر رکھا ہے۔

لیلی: گویا تم مجھے اے قیس ناتواں سمجھ رہے ہو۔ میری یہ کم زوری و ناتوانی بھی کیا خوب ہے، کس نے مجھے اس کم زوری کا لبادہ اڑھایا ہے۔

قیس: لیلی یہ تو تمہاری فکر مندی اور آشفتہ سری ہے جو تمہیں گھلائے جا رہی ہے۔ آخر کس کے حوالے سے تم اس قدر فکر مند رہتی ہو۔

لیلی: ارے اسی کے حوالے سے جس نے مجھے گھائل کر رکھا ہے۔

قیس: لیلی اب بس کرو میں نے تمہارے فراق کے صدمے بہت جھیل لیے۔

لیلی: قیس! کیا تجھے خبر ہے کہ تیر ایک ہی ہے جس نے ہم دونوں کا شکار کیا ہے اور ہم دونوں ہی اصل میں عشق و محبت کے مارے ہوئے ہیں۔

قیس! ہم دونوں ہی مادر پدر آزاد مقتولِ راہِ عشق ہیں۔

ہم دونوں ہی عادت و وہم کی چھری کے زخم خوردہ ہیں۔

میری شادی ایسے شخص سے کردی گئی تھی جو صحیح معنوں میں نہ میرا اہم مذاق تھا نہ میرے معیار کا۔
جس کی عمر مجھ سے کہیں فزوں تر تھی اور جس کا علم مجھ سے بہت فروتر تھا۔
جو بالکل اجنبی تھا، نہ محلے کا تھا اور نہ خاندان کا۔
اور جس کا کل سرمایہ میرے باپ کے زبردست خزانے سے ذرا بھی زیادہ نہ تھا۔

4.2.7 خلاصہ

تمثیلی اور مکالماتی شاعری گرچہ ایک عالمی صنف سخن کا درجہ رکھتی ہے اور دنیا کی قدیم ترین اصناف سخن میں شمار ہوتی ہے۔ تاہم عربی زبان میں نسبتاً یہ سب سے زیادہ حدیث العہد صنفِ شاعری ہے یہاں تک کہ احمد شوقی (متوفی ۱۹۳۲ء) کو اس صنف کا عربی میں موجد تسلیم کیا جاتا ہے۔ لیکن عربی کی نئی صنف شاعری میں شمار کیے جانے کے باوجود عرب شعراء نے بہت جلد اسے اپنا لیا اور کئی مشہور و معتبر شعراء نے اسی حوالے سے اپنی شناخت قائم کی جن میں عزیز اُباظۃ اور عمیر اُبوریشہ کا نام بڑے اعتماد سے لیا جاسکتا ہے۔ موضوعات کے اعتبار سے ٹریجڈی اور کومیڈی دو قسموں میں اسے تقسیم کیا جاتا ہے۔

4.2.8 نمونے کے امتحانی سوالات

1- تمثیلی شاعری کی جامع تعریف کیجیے اور بتائیے کہ یہ صنف سخن عربی شاعری کا کب اور کیسے حصہ بنی۔
2- تمثیلی شاعری کی بنیادی قسمیں کیا ہیں تفصیل سے لکھیے۔
3- تمثیلی شاعری کے اجزاء ترکیبی پر روشنی ڈالیے۔
4- تمثیلی شاعری کی عام خصوصیات کو درج کیجیے۔

4.2.9 فرہنگ

الفاظ	معانی
مأساة	دکھ، غم و ماتم، ٹریجڈی
ملهاة	فکاہ و مزاح، کومیڈی
حوار	مکالمہ، گفتگو
صراع	کشتی، لڑائی، جنگ، آویزش
تنوع	نوع بہ نوع، مختلف قسم کی

4.2.10 مطالعہ کے لیے معاون کتابیں

النقد الأدبي — احمد امين
فنون الأدب — الدكتور محمد حسين عبدالله